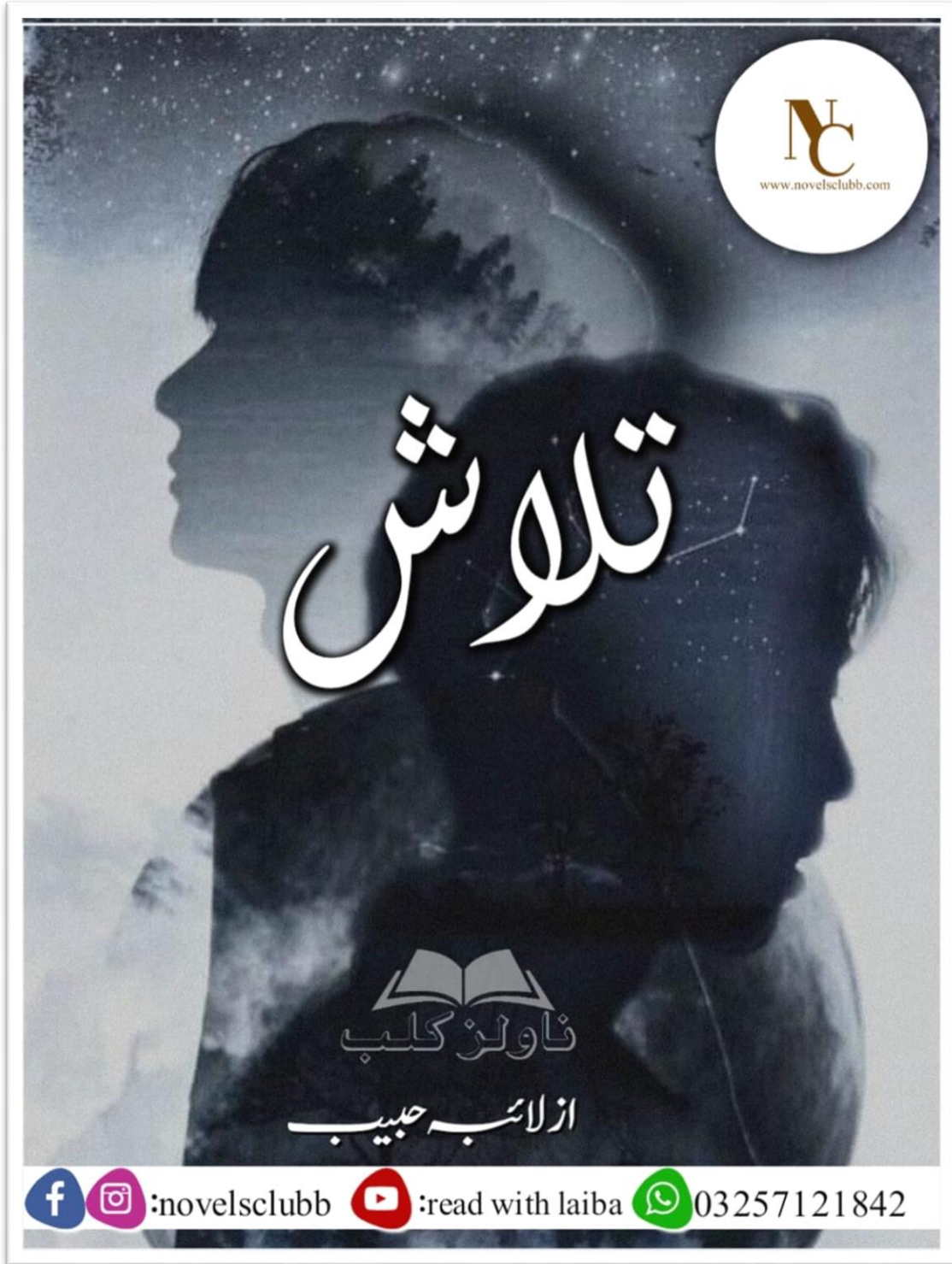


تلاش از قلم لائبہ حبیب



novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

تلاش از قلم لائبہ حبیب

Poetry

Novelette

Afsana

Column

Novel

NOVELSCLUBB

It's clubb of quality content!

Owner : Laiba Syed

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
• ورڈ فائل
• ٹیکسٹ فارم
میں دئے گئے ای۔میل پر میل کریں۔

novelsclubb@gmail.com

ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:



NOVELSCLUBB



NOVELSCLUBB



03257121842

تلاش



www.novelsclubb.com

تلاش

از قلم لائبہ حبیب

قسط ۳

اس کی آنکھ الارام کی آواز پر کھلی الارام بند کر کے اس نے وقت دیکھا فجر کا وقت ہے۔ اٹھ کر اس نے نماز پڑھی۔ شبنم کو اٹھایا جس نے نماز پڑھ کر دوبارہ سونے کی تیاری پکڑ لی وہ باہر آگئی۔ لاؤنچ کی کھڑکی کھولی صبح کی تازہ ٹھنڈی ہوانے اس کا استقبال کیا۔ چائے بنانے کے بعد وہ لاؤنچ میں بیٹھ گئی۔ ایسے ہی موبائل اٹھا کر اس نے چیک کیا عباس کا میسج آیا ہوا تھا، دو بجے کا میسج اب وہ پانچ بجے دیکھ رہی ہے۔

www.novelsclubb.com

"غزل میں نے تمہیں ایک بات سیکھائی تھی کہ اگر کوئی تمہیں استعمال کر کے اپنا کام نکلوانا چاہے تو تم اسے ہی استعمال کرو اس کا کام کرنے کیلئے سمجھی۔ اب تم اس بات کو مد نظر رکھ کر اس شخص کا کام کرو۔"

میسیج پڑھنے کہ بعد وہ کئی لمحے موبائل کی چمکتی ہوئی اسکرین کو دیکھتی رہی یہاں تک کہ اسکرین بجھ کر تاریک ہوگی۔ مگر اس کی آنکھوں میں ایک انوکھی چمک نے جگہ بنالی۔ یہ بات وہ کیوں بھول گئی۔؟؟ اسے خود بر غصہ آیا۔ عباس کو تھینک یو کا میسیج کروہ اٹھ کر کمرے میں آگئی۔ آج ہفتہ ہے۔ اس نے سوچ لیا کہ کیا کرنا ہے۔ سب کچھ طے ہو گیا۔ تھوڑی دیر کیلئے ہی سہی مگر اس نے پرانی غزل کو تلاش کر لیا۔

"آپ کو یقین ہے کہ یہ کام فرحان صاحب نے کیا ہے۔؟؟"

سامنے بیٹھے تیس پینتیس سالہ پولیس آفیسر نے وضاحت مانگی۔

www.novelsclubb.com

"جی مجھے یقین ہے بلکہ میرے پاس ثبوت بھی ہیں۔ مگر وہ اردو میں ہیں۔ آپ چاہے تو انہیں ٹرانسلیٹ کر سکتے ہیں۔" یقین سے کہا گیا۔

"ٹھیک ہے آپ ہمیں ثبوت دے۔ آدھے گھنٹے بعد فرحان اختر سلاخوں کہ پیچھے بیٹھا چیخ چیخ کر

اپنے بے گناہ ہونے کا دعویٰ کر رہا ہے۔" میڈیا والے پولیس اسٹیشن پہنچ گئے۔ پورے آزر

تلاش از قلم لائبہ حبیب

بایجان میں خبر آگ کی طرح پھیل گئی۔ غزل ان سب سے چھپ کر پولیس اسٹیشن کی چھلی ساڈ آگئی۔ وہاں بنے پرانے کمرے میں داخل ہوئی۔ وہاں ہر طرف شیف لگے ہوئے ہیں۔ جس میں مختلف قسم کی فائلز رکھی ہوئی ہیں۔ آدھا گھنٹہ اسے فرحان اختر کی سیاہ فائل کو ڈھونڈنے میں لگا۔ کمرے سے باہر آنے اور پھر پولیس اسٹیشن سے باہر آنے میں اسے آدھا گھنٹہ اور لگا۔

صبح کے سات بجے وہ گئی، پھر ساڈھے نو بجے وہ واپس فلیٹ آگئی۔ شبنم اور ظہیر ابھی تک نہیں اٹھے ہیں۔ اس نے سیاہ فائل الماری میں سنبھال کر رکھ دی۔ پھر پرسکون ہو کر خود بھی سو گئی۔

☆☆☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

ان دونوں کے درمیان بالکل خاموشی ہے۔ صرف باہر کام کرنے والے لوگوں کی آوازیں اندر تک آرہی ہیں۔

"یہ دیکھو اس نے مجھے یہ فائل لانے کیلئے اتنا ذلیل کیا۔ میرا تناحق تو بنتا ہے ناکہ میں پورے ہفتے اسے جیل کی ہوا لگنے دوں۔" غزل نے اپنے سامنے ٹیبل پر رکھی سیاہ فائل شازمہ کہ سامنے رکھی۔ وہ ابھی تک آنکھیں پھاڑے حیرت سے غزل کو دیکھ رہی ہے۔

"اس فائل میں صرف اس کی تصاویر ہیں۔ اس نے مجھے صرف اس تصاویر کیلئے پولیس اسٹیشن بھیجا میرا دل کر رہا ہے اس کہ اس عالیشان آفس کو آگ لگا دوں۔ مگر نہیں میں پورے ایک ہفتے اسے جیل میں رکھنا پسند کروں گی۔" غصے اور غم سے اس کی آواز گیلی اور چہرہ سرخ ہو گیا۔

"وہ تمہیں مار دے گا غزل۔" تھوڑی دیر بعد شازمہ کی ڈری ہوئی آواز آفس میں سنائی دی۔

"زیادہ سے زیادہ کیا کر لے گا، ڈرائے دھمکائے گا اور وہ کچھ نہیں کر سکتا۔" وہ اٹھ کھڑی ہوئی سیاہ فائل اٹھائی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

"کیا تم میرے ساتھ یہ خوشی سیلیبریٹ نہیں کرو گی۔" پیچھے سے شازمہ کی خوش گوار آواز آئی۔

"تم تو اس سے ڈر رہی تھی۔" غزل نے حیرت سے پوچھا۔

"وہ تو میں اب بھی ڈر رہی ہوں۔ مگر اس کہ جیل جانے کی خوشی سیلیبرٹ کرنا ڈرنے سے زیادہ ضروری ہے۔" سازمہ اٹھ کر اس کے ساتھ آکر کھڑی ہو گئی۔

"نہیں مجھے جانا ہے میرے کزنز پریشان ہو رہے ہوں گے۔"

"کچھ نہیں ہوتا یہاں سامنے ایک کافی شاپ ہے۔ کافی کے ساتھ کچھ ہلکا پھلکا کھالے گے۔"

غزل کچھ دیر اس لڑکی کو دیکھتی رہی پھر اثبات میں سر ہلادیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ایک عالیشان کیفے میں بیٹھی ہوئی ہیں۔

"میں کافی نہیں پیتی۔" غزل نے ویٹر کو اپنے سامنے کافی رکھتے دیکھ کر کہا۔

"پہلے کیوں نہیں بتایا فریش جوس اوڈر کروں تمہارے لیے۔؟؟" غزل نے سر ہلادیا۔

"تمہیں مجھ سے کوئی بات کرنی ہے کیا؟؟ ویٹر جوس دیکر چلا گیا تب غزل نے پوچھا۔

"ایک بات پوچھوں؟؟ سر ہلادیا گیا۔"

تم یہاں کیوں آئی ہو۔؟؟ مطلب کہ تمہاری ایسی کیا مجبوری تھی کہ تم نے فرحان اختر کہ کام کرنے کیلئے راضی ہو گئی۔"

"تمہیں اتنا تجسس کیوں ہے میرے یہاں آنے پر یہ بات تم خود فرحان سے پوچھ سکتی ہو۔"

"وہ مجھے اپنی باتیں نہیں بتاتا۔"

کیوں۔۔۔؟؟

"تمہیں اتنا تجسس کیوں ہو رہا ہے۔ اس بات پر کہ وہ مجھے اپنی باتیں کیوں نہیں بتاتا۔" شازمہ نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسی کہ الفاظ اسے لوٹائے۔

غزل بنا اس کی بات کا کوئی جواب دیئے کر سی دھکیل کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

ارے بیٹھو کہاں جا رہی ہو؟

"اگر تم نے مجھے یہاں پر تجسس نامہ ڈسکس کرنے کیلئے بلایا ہے تو معذرت میں جانا چاہتی ہوں۔
"غزل جھنجھلا کر بولی۔

"اچھا سوری میں اب تم سے کوئی بات نہیں پوچھو گی۔ بیٹھو ایسے ہی باتیں کرتے ہیں۔" غزل
بیزاری سے بیٹھ گئی۔

"تم مجھے سمجھدار لگتی ہو۔ مجھے ایک مشورہ دو گی؟؟" تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد شازمہ بولی۔
"ویسے تو آج کل مجھے خود دوسروں کے مشوروں کی ضرورت ہے۔ مگر خیر تم مسئلہ بتاؤ کیا پتہ
میں تمہیں کوئی مشورہ دے دوں۔" غزل کندھے اچکا کر بولی۔

"میں فرحان سے منگنی ختم کرنا چاہتی ہوں۔ مگر اپنے ابو کی وجہ سے مجبور ہوں۔ میں کیا کروں۔
ایسا کیا کروں کہ یہ رشتہ خود بخود ختم ہو جائے۔ میں یہ تم سے اسی لئے پوچھ رہی ہوں کیونکہ تم
مجھے سمجھدار لگی۔" غزل نے غور سے اسکی نیلی آنکھوں میں دیکھا جہاں بلکی نمی واضح نظر آرہی
ہے۔

"پہلے مجھے یہ بتاؤ کہ تم مجھ سے مشورہ کیوں لے رہی ہو حتیٰ کہ ہم دونوں آج ہی ملے ہیں۔"
غزل اسے مشکوک نظروں سے دیکھتے ہوئے بولی۔

"ابھی تو بتایا کہ تم مجھے سمجھا رہی تھی کہ تم مجھ سے مشورہ کیوں لے رہی ہو۔"

"سر راہ چلتے سے ایسے ہی مشورہ مانگ لیتی ہو۔؟؟ غزل نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"نہیں تم راہ چلتی نہیں ہو۔" شازمہ اسی سنجیدگی سے بولی۔ غزل نے سمجھنے والے انداز میں سر
بلادیا۔

پہلے تم یہ بتاؤ کہ تم اس سے منگنی توڑنا کیوں چاہتی ہو۔؟؟

اس کا رویہ میرے ساتھ اچھا نہیں ہے۔
www.novelsclubb.com

تمہیں یہ رشتہ توڑنا مشکل کس وجہ سے لگ رہا ہے۔؟؟

یہ میرے مرحوم چاچا کی خواہش تھی۔ اور اب میرے ابو چاہتے ہیں کہ میں یہ رشتہ نبھاؤں۔

"بس یہی وجہ ہے۔؟؟" شازمہ نے سر کو اثبات میں بلادیا۔

فرحان کیا چاہتا ہے۔؟؟

"وہ یہ رشتہ نبھانا چاہتا ہے۔"

"پھر تو وہ تم سے محبت کرتا ہو گا۔"

"نہیں محبت نہیں کرتا۔" کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد شازمہ ہلکی آواز میں بولی۔

"مرد اگر کسی عورت سے محبت کرتا ہو نا تو وہ محبت سے زیادہ اسے عزت دیتا ہے۔ وہ مجھے عزت

نہیں دیتا محبت تو دور کی بات ہے۔"

"اچھا سہی ہے۔ مجھے یہ بتاؤ کہ کیا صرف یہی وجہ ہے تمہاری اس کے ساتھ رشتہ نبھانے کی کہ

تمہارے ابو چاہتے ہیں۔؟؟"

"ہاں یہی وجہ ہے۔" شازمہ نے سر ہلا دیا۔

"نہیں یہ وجہ نہیں ہے۔" غزل اٹھ کھڑی ہوئی۔

"پہلے دوسری وجہ ڈھونڈ کر آؤ، کیونکہ اس رشتے کو نبھانے کیلئے صرف یہی وجہ نہیں ہے۔ اور بہت سی وجوہات ہیں۔"

میں جا رہی ہوں ہم پھر کبھی ملے گے۔"

"پر یہ تو بتاؤ فرحان اختر کب تک جیل میں رہے گا۔؟؟"

ایک ہفتہ تو ایک شریف آدمی کو جیل میں رہنا چاہیے ہے نا؟؟ غزل نے معصومیت سے پوچھا۔

ہم پھر کب ملے گے؟؟ شازمہ نے اس کی بات پر سر بلا کر پوچھا۔

"ہم پھر اتفاق سے ملے گے۔ جیسے آج ملے تھے۔"

www.novelsclubb.com

"اتفاق سے ہونے والی ملاقاتیں مدتوں بعد ہوتی ہیں۔" شازمہ اداسی سے بولی۔

"پھر مدتوں بعد ملے گے۔" غزل مسکرا کر بولی۔ پھر وہاں سے چلی گئی۔ شازمہ اداسی سے اس کی پشت کو دیکھتی رہ گئی۔



رات کا ایک بج رہا ہے۔ کھانا کھانے کے بعد شبنم اٹھ کر کمرے میں چلی گئی۔ لاؤنچ میں ظہیر اور غزل بیچ گئے۔

"یہ واقعی میں تم نے کیا ہے۔؟؟" حیرت میں ڈوبی آواز میں ظہیر نے پوچھا۔ غزل نے سر اثبات میں ہلادیا۔

مجھے یقین نہیں آ رہا۔ وہ بے یقینی سے بولا۔

عباس کو بتایا تم نے؟؟ اسے چپ دیکھ کر ظہیر نے پوچھا۔

"ابھی بتاؤں گی۔ تم چائے پیو گے۔؟؟" اوپن کچن کی طرف جاتے ہوئے اس نے پوچھا۔

"غزل کیا ہوا خیر ہے؟؟ میں رات کو چائے نہیں پیتا۔ کوئی پریشانی ہے کیا؟؟ کچھ ہوا ہے۔؟؟"

"نہیں کچھ نہیں ہوا۔"

ظہیر کچھ دیر وہی بیٹھا اس سے ادھر ادھر کی باتیں کرتا رہا پھر اٹھ کر کمرے میں چلا گیا۔ اس کہ جانے کہ بعد غزل نے عباس کو کال کی اسے ساری بات بتائی۔

"مجھے یقین تھا کہ تم کر لو گی۔ مگر اتنے اچھے طریقے سے کرو گی اس بات کا مجھے پتہ نہیں تھا۔" وہ خوشی اور حیرت کی ملی جلی کیفیت سے بولا۔

"کیا ہوا کچھ بولو۔" عباس اس کی طرف سے خاموشی پا کر بولا۔

"مجھے ڈر لگ رہا ہے عباس۔" تھوڑی دیر بعد وہ نم آواز میں بولی۔

"کیوں کیا ہوا تم نے پرانی غزل کو سامنے لایا ہے۔ اس میں ڈرنے والی کیا بات ہے۔"

"میں نے سراسر اس پر الزام لگایا ہے۔ جیل سے باہر آ کر وہ پھر سے مجھے دھمکائے گا۔" وہ روتے ہوئے بولی۔

"تو تم اسے جیل سے باہر آنے ہی مت دینا۔ سڑتار ہے ساری زندگی جیل میں کوئی ضرورت نہیں ہے اسے باہر نکلوانے کی۔"

"ایسا نہیں ہو سکتا عباس حمنہ کا بریسلٹ اس کہ پاس ہے۔ اگر میں نے ساری زندگی اسے جیل میں رہنے دیا تو مجھے بریسلٹ کون دے گا۔"

تو اب؟؟

"کیا تو اب۔۔ میں پریشان ہوں۔" وہ روتے ہوئے غصے سے بولی۔

"تو یہ کہ غزل اگر تم نے اتنی ہمت دیکھائی ہی ہے تو اس کہ باہر آنے کہ بعد اتنی ہی ہمت دیکھانا جتنی اسے جیل میں ڈلو اتے وقت دیکھائی تھی۔"

"اس وقت میں پاگل ہو گئی تھی مجھے لگا میں یہ کر پاؤں گی۔۔۔ اب بھی اتنی ہی پاگل بن جانا جب وہ جیل سے باہر آئے"

"تو اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنا بلکہ میرا مشورہ مانو تو اب اس کہ پاس جاؤ اور کچھ شرائط رکھو۔"

عباس اس کی بات کاٹتے ہوئے بولا۔

کیسی شرائط؟؟؟

"اس سے یہ کہو کہ ایک مہینے میں جتنے بھی اتوار آتے ہیں ان میں سے وہ تمہیں کوئی بھی کام نہ کہے۔ مطلب کہ پورا ایک مہینہ وہ تمہیں تنگ نہ کرے۔"

"تم پاگل ہو کیا۔ میں جتنی دیر اس کہ کام کرنے میں لگاؤ گی وہ اتنی دیر ہی مجھے بریسلٹ دینے میں لگائے گا۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔"

"تو ٹھیک ہے جیسے تمہاری مرضی جو تمہارا دل کرے وہ کرو۔ اب میں جاؤ مجھے ناول پڑھنی ہے۔"

www.novelsclubb.com

"تمہیں تو اللہ نے شرم ہی نہیں دی۔ میں یہاں پریشان ہوں اور تمہیں ناول کی پڑی ہے۔" وہ غصے سے پھٹی ہوئی آواز میں بولی۔ عباس نے بے اختیار موبائل کان سے ہٹا دیا۔

"تو اب میں کیا کروں میری پیاری بہن میں خود پریشان ہوں۔ جو ناول میں پڑھ رہا ہوں اس کی اینڈنگ سیڈ ہونے والی ہے۔ میرا دکھ کوئی نہیں سمجھ سکتا۔"

عباس اداسی سے بولا۔

"اففف بھاڑ میں جاؤ تم اور تمہاری ناول۔" غصے سے کہا گیا۔

"نہیں غزل مجھے بھاڑ میں بھیجنا ہے بھیجو میری ناولز کو کچھ مت کہو سمجھی میں یہ ظلم اپنی ناولز کے ساتھ برداشت نہیں کر سکتا۔" وہ غصے اور خفگی سے بولا۔ غزل نے تنگ آ کر غصے سے فون ہی کاٹ دیا۔ اپنے کمرے میں بیڈ پر بیٹھا عباس موبائل کو دیکھتا رہ گیا۔

"لگتا ہے ناراض ہو گئی۔ ٹھیک ہے ہو جائے میری ناولز کو برا بھلا کہے گی تو ایسا ہی

ہوگا۔" بڑبڑاتے ہوئے اس نے موبائل سائڈ ٹیبل پر رکھ دیا۔ پھر گود میں رکھی ناول اٹھا کر

پڑھنے لگا۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆

"تم کہاں ہو شازمہ تمہیں پتہ ہے فرحان کے ساتھ کیا ہوا ہے۔؟؟" فون پر اس کے والد محترم

ہے۔ غزل کے جانے کے بعد وہ دوبارہ نیوز دیکھنے لگ لگی۔ فرحان اختر کے ساتھ جو ہوا اس پر پورا

آزر بائجان حیران ہے۔

"میں آفس میں ہوں اور مجھے پتہ ہے کہ فرحان کہ ساتھ کیا ہوا ہے۔"

"یہ اس لڑکی نے کیوں کیا ہے۔ کیا بگاڑا تھا میرے بیٹے نے اسکا۔"

"ابا آپ جانتے ہیں اس لڑکی کو؟؟؟"

"نہیں۔"

"وہ وہی لڑکی ہے جسے فرحان نے پاکستان سے بلایا تھا اپنے کام کروانے کیلئے۔" شازمہ پر سکون ہو کر بولی۔

"نہیں ایسا نہیں ہو سکتا فرحان نے مجھے اس کہ بارے میں بتایا تھا وہ تو بہت کوئی کمزور ڈرپوک لڑکی ہے۔"

"ابا وہ وہی لڑکی ہے۔ تھوڑی دیر ہوئی ہے۔ اسے مجھ سے ملے۔"

"مگر وہ تو بہت کمزور ہے۔ وہ ایسا کیسے کر سکتی ہے۔؟؟ اور وہ تم سے ملنے کیوں آئی تھی۔؟؟"

"فرحان سے کسی کام کے سلسلے میں ملنے کیلئے۔"

"اسے جیل میں ڈلو اور اس سے ملنے کی کیا لوجک بنتی ہے۔"

"ابا وہ بہت خطرناک لڑکی ہے۔ اس کی بہادری پر دھول جم گئی ہے۔ جب کسی دن دھول صاف ہو گئی تو وہ فرحان اختر کو اس سے بھی زیادہ تباہ کر دے گی۔ اسی لیے اپنے بیٹے کو کہے کہ اسے تنگ مت کرے۔" شازمہ مسکرا کر بولی۔

"تم کس بات پر اتنا خوش ہو رہی ہو؟؟؟"

"آپ بہتر جانتے ہیں۔ اور فکر کرنا چھوڑ دے۔ وہ کہہ کر گئی ہے کہ ایک ہفتہ اسے جیل کی ہوا لگنے دینا چاہتی ہے۔ میں اب فون رکھوں کیوں کہ آپ کے پیارے بیٹے کا آفس بھی مجھے ہی سنبھالنا ہے۔ کچھ ضروری کام بھی کرنے ہیں۔" فون کٹ جانے کے بعد وہ دوبارہ نیوز دیکھنے لگ گئی۔ یہی ضروری کام ہی تو تھا اسے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

رات کہ بارہ بج چکے ہیں۔ وہ اپنا آخری اوڈر دے کر گھر جانے کی تیاری میں ہے۔

جارہی ہو؟؟ عائشہ باجی نے پوچھا۔

"نہیں سوچ رہی ہوں کہ یہی باورچی خانے میں بستر لگا کر سو جاؤں۔" وہ چڑ کر بولی۔

"مجھے تم سے ایک بات کرنی ہے۔ شبکی چلو گی؟؟"

کیوں؟؟ غزل نے حیرت سے پوچھا۔

"سر کا میچ ہے۔ فٹبال میچ ہے۔ شبکی کے ساتھ۔"

"کیا وہ فٹبالر ہے۔؟؟" وہ حیران ہوئی۔ عائشہ باجی نے مسکرا کر سر بلا یا۔

"باجی وہ انسان ہی ہے نا؟؟ وہ ایک ریسٹورینٹ بھی چلا رہا ہے۔ ایک سائنس دان بھی ہے۔ اور

فٹبالر بھی، حد ہے۔ ایک ساتھ اتنے کام کوئی انسان تو نہیں کر سکتا۔" غزل حیرت میں ڈوبی

آواز میں بولی۔

"وہ بہت ٹیلینٹڈ ہے۔ تمہیں حیران ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اب یہ بتاؤ چلو گی یا نہیں

؟؟"

"نہیں میں نہیں چلو گی اس نمونے کے میچ میں اللہ کرے ہاں جائے آمین۔" اس نے دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر دعا دی۔

"اللہ نہ کرے اگر وہ بارگئے تو ہمارے باکو کی بدنامی ہوگی۔ تمہیں پتہ ہے ہر دو سال بعد آزر بائجان کہ شہروں کے میچ میں فٹبال میچ کا مقابلہ ہوتا ہے۔ اور ہمیشہ باکو ہی جیتتا آرہا ہے۔ ایسی بکو اس مت کرو۔" عائشہ باجی غصے سے بولی۔

"اس نمونے نے جو میرے ساتھ کیا ہے۔ اس کہ بعد میرے منہ سے اس کیلئے بددعاؤں کہ علاوہ کچھ بھی نہیں نکلے گا۔ بڑا آیا کہی کا نمونہ۔"

www.novelsclubb.com

"غزل وہ اس وقت غصے میں تھا۔ ورنہ اس کہ جیسا اچھا انسان تم نے زندگی میں نہیں دیکھا ہوگا کہی پر غصہ تھوک دو اور شکی چلو میچ دیکھنے۔" عائشہ باجی نرمی سے بولی۔

"مجھے اس کہ جیسا انسان دیکھنا بھی نہیں ہے۔ اور مجھے فٹبال وغیرہ دیکھنے میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ کرکٹ ہوتی تو سوچا جاسکتا ہے۔ مگر اب نہیں جاؤں گی۔"

"کچھ نہیں ہوتا فٹبال بھی اچھا کھیل ہے۔ چلونا پورا ریسٹورینٹ بلکہ پورا ابا کو جا رہا ہے۔"

"ریسٹورینٹ اس دن بند ہو گا کیا؟؟؟" غزل تھوڑا حیران ہوئی۔

"اس دن پورا ابا کو بند ہو گا اور پورے کا پورا آزر بائجان شہکی میں ہو گا تم اپنے کزنز کو بھی بولو کہ چلیں اور ٹکٹ وغیرہ فری ہے۔ چلونا بیٹا تمہارے بغیر مجھے مزہ نہیں آئے گا۔" عائشہ باجی منت بھرے لہجے میں بولی۔

"آپ اپنی بیٹیوں کو لے جائے نا۔"

"وہ بھی چلے گی۔ مگر تم بھی تو میری بیٹی ہونا۔ اب کیا میں بوڑھی عورت تمہارے پاؤں پڑوں؟؟؟ عائشہ باجی خفگی سے بولی۔

"ارے نہیں آپ مجھے شرمندہ کر رہی ہیں۔ اچھا میں اپنے کزنز سے پوچھ کر بتاتی ہوں۔" غزل ان کہ سامنے شرمندہ ہو کر رہ گئی۔

شکریہ ادا کر کے عائشہ باجی بھی گھر کیلئے روانہ ہو گئی۔



صبح کہ سات بج رہے ہیں۔ موسم آج گرم لگ رہا ہے۔

"مجھے فرحان اختر سے ملنا ہے۔" پورے تین دن بعد وہ دوبارہ پولیس اسٹیشن میں بیٹھی ہوئی ہے۔

"آپ ان سے کیوں ملنا چاہتی ہے۔؟؟" افسر نے مشکوک نظروں سے دیکھ کر پوچھا۔

"مجھے ان سے بات کرنی ہے۔"

www.novelsclubb.com "کیا بات کرنی ہے۔؟؟"

"میں انہیں معاف کرنا چاہتی ہوں۔"

"آپ یہ کیس نہیں لڑنا چاہتی؟؟ کوئی وکیل نہیں رکھا آپ نے فرحان اختر نے تو وکیل بھی رکھ

لیا۔" افسر نے حیران ہو کر پوچھا۔

"نہیں سرکاری و کیلوں پر مجھے یقین نہیں ہے۔ اور پرائیوٹ و کیل میں افورڈ نہیں کر سکتی۔ اسی لیے میں انہیں معاف کرنا چاہتی ہوں۔ کیا میری ان سے بات ہو سکتی ہے۔ اکیلے میں۔؟؟ اور میں کیا ان سے اردو میں بات کر سکتی ہوں؟؟"

"ٹھیک ہے۔" اگلے پانچ منٹ وہ ایک کمرے میں فرحان اختر کہ سامنے بیٹھی ہوئی ہے۔ دونوں کے درمیان ٹیبل کا فاصلہ ہے۔

تین دن کہ پہنے میلے کھیلے کپڑے بکھرے ہوئے بال سرخ آنکھیں تین دن سے جاگنے کی گواہی دے رہی ہیں۔ اس کی حالت تین دن میں حد سے زیادہ خراب ہو گئی ہے۔

"تم نے ایسا کیوں کیا؟؟ کیا میں واقعی تمہیں ایسا لگا تھا۔ کیا میں نے تمہیں ہر اسماں کیا تھا۔۔؟"

"تو کیا نہیں کیا تھا۔؟؟ غزل نے اس بات کاٹ کر سنجیدگی سے پوچھا۔

"کیا تم مجھے پچھلے تین مہینوں سے ہر اس نہیں کر رہے۔ مجھے آج بتادو آخر تم مجھ سے چاہتے کیا ہو۔؟؟ کیوں ایسا کر رہے ہو۔؟؟ میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے۔؟؟ تمہارے ان فضول کاموں

کیلئے پوری دنیا میں تمہیں میں ہی ملی تھی۔؟؟ نہ تم مجھے سہی سے جانتے ہو۔ نہ میں تمہیں، پھر کیوں میرے پیچھے پڑے ہو۔ میرے ساتھ ایسی کیا دشمنی ہے۔؟؟ "غصے اور غم سے اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔"

"میں نے تمہارا کام کر لیا۔ فائل لیکر آگئی ہوں۔ مگر اس میں تمہاری صرف تصاویر ہیں۔ اور کچھ بھی نہیں ان تصاویر کیلئے تم نے پچھلے تین مہینوں سے مجھے ذلیل کیا ہوا ہے۔؟؟ کیوں کر رہے ہو میرے ساتھ ایسا؟؟" آنسو آنکھوں سے نکل کر گالوں پر بہنے لگ گئے۔

"یہاں کیوں آئی ہو؟؟" سخت لہجے میں پوچھا گیا۔ سامنے بیٹھے شخص پر جیسے اس کی بات کا اثر ہی نہیں ہوا۔

غزل نے نم آنکھوں سے اس سفاک انسان کو دیکھا پھر ایک سفید رنگ کا کاغذ اس کے سامنے رکھ دیا۔

"ایسا نہیں ہو سکتا۔" کاغذ پر لکھی تحریروں کو پڑھنے کے بعد فرحان غصے سے بولا۔

"ٹھیک ہے پھر میں بھی ایک وکیل رکھ لیتی ہوں۔ مگر یاد رکھنا سارے ثبوت تمہارے خلاف ہیں۔ کیس بھی میں ہی جیتوں گی فیصلہ تمہارا ہے۔" غزل اس کے ہاتھ سے سفید کاغذ لیتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"آخر کیا چاہتی ہو۔؟؟ اس نے جھنجھلا کر پوچھا۔

کیا تم نے کاغذ پر لکھی شرائط نہیں پڑھی؟؟

"میں ایسا نہیں کر سکتا۔"

"ٹھیک ہے۔" غزل دروازے کی طرف بڑھی۔

www.novelsclubb.com

"ر کو ٹھیک ہے۔ جو تم چاہتی ہو ویسا ہی ہو گا۔ مگر میرے کردار پر لگا داغ تمہیں دھونا پڑے گا۔"

"پہلے میرا کام کرو پھر میں تمہارے کردار پر لگے داغ کو دھو گی۔" غزل دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے مسکرا کر بولی۔ نم آنکھیں صاف کی۔

"پہلی شرط ہے کہ تم مجھے بتاؤ کہ تمہارے اور کتنے کام رہتے ہیں۔ جو تمہیں مجھ سے کروانے ہیں۔" غزل نے پہلی شرط پڑھ کر فرحان کی طرف دیکھا۔ اس کمرے میں ان دونوں کے علاوہ ایک پولیس اہلکار کھڑا ہے۔ جسے ان دونوں کی زبان تو سمجھ نہیں آرہی مگر سن ایسے رہا ہے جیسے قرآن کی کوئی سورت سن رہا ہو۔

"باقی چار کام رہتے ہیں۔" فرحان اختر نے ضبط کر کے کہا۔
گڈ غزل دل سے مسکرائی۔

"دوسری شرط کہ تم اگلا پورا مہینہ مجھ سے کوئی کام نہیں کرواؤ گے۔"

"تمہاری یہ شرط فضول ہے۔ کیوں کہ میں تمہیں ویسے ہی اگلے پورے مہینے چھٹی دینے والا ہوں۔" فرحان بیزاری سے بولا۔

"تیسری شرط پورے آزر بائجان کہ سامنے تم مجھ سے معافی مانگو گے۔" غزل سفید رنگ کا کاغذ بند کرتے ہوئے بولی۔

ٹھیک ہے۔ فرحان خون کہ گھونٹ بھر کر رہ گیا۔

"چھو تھی اور آخری شرط کہ میری دوسری شرائط بھی ہیں۔ جو میں بعد میں منوالوگی۔ منظور ہے۔"

"منظور ہے۔ اور کچھ رہ گیا ہے تو بتاؤ۔" فرحان ضبط کر کے بولا۔

"کچھ نہیں اگر کچھ اور رہ بھی گیا ہو تو ایک مہینے بعد میں تم سے منوالوگی۔ تم آزاد ہو۔" غزل اٹھ کھڑی ہوئی اس کی آنکھوں میں انوکھی چمک آگئی۔ لبوں پر زندگی سے بھرپور مسکراہٹ آگئی۔ اگلے دو گھنٹے بعد فرحان اختر پولیس اسٹیشن سے باہر نکلتا ہوا نظر آ رہا ہے۔ باہر کھڑے ریپورٹر اس سے عجیب و غریب سوال کر رہے ہیں۔ اور وہ ضبط کر کے جواب دے رہا ہے۔

یہ خبر آزر باعجان میں پھیل گئی کہ غزل اصغر نے فرحان اختر کو معاف کر دیا۔ وہ کیمرے کے سامنے کھڑا غزل اصغر سے معافی مانگ رہا ہے۔ تھوڑی بلکہ زیادہ دیر بعد تماشہ ختم ہو گیا وہ گھر چلا گیا۔ غزل اصغر بھی یونیورسٹی کہ لیے روانہ ہو گئی۔

☆☆☆☆☆

"تمہیں ہمارے ساتھ بیٹھنا اچھا نہیں لگتا کیا۔" معمول کی طرح آج بھی شبّہم کھانا کھا کر اٹھ کھڑی ہوئی تب غزل نے خفگی سے پوچھا۔

"ارے نہیں مجھے لگتا ہے کہ تم دونوں میری موجودگی میں اپنی پرسنل باتیں نہیں کر سکتے اسی لیے میں چلی جاتی ہوں۔" شبّہم ہلکی مسکراہٹ چہرے پر سجا کر بولی۔

غزل کئی لمحے کچھ بول ہی نہ پائی۔ یہی حال ظہیر کا بھی ہے۔
"تم بیٹھو ایسی کوئی بات نہیں ہے۔" ظہیر بولا۔

"وہ مجھے تم دونوں سے بات کرنی ہے۔" غزل کچن کی طرف جاتے ہوئے بولی۔

"کل کو نمونے کا بیج ہے۔"

"کون نمونہ؟؟ شبّہم نے حیرت سے پوچھا۔"

"میرے ریستورینٹ کا مالک وہ فٹبالر ہے۔ کل کو شبکی کے ساتھ اس کا فٹبال میچ ہے۔ عائشہ باجی بہت ضد کر رہی ہے کہ ہم سب بھی چلے۔ کیا کہتے ہو۔ میں تو ان کہ ساتھ جاؤں گی ٹکٹ فری ہے۔"

"یہ تو اچھی بات ہے۔ ہماری بھی سیر ہو جائے گی۔" ظہیر مسکرا کر بولا۔

"ٹھیک ہے پھر ہم چلے گے۔" شبنم اٹھتے ہوئے بولی۔

"تم پھر سے جا رہی ہو۔؟؟" غزل خفگی سے بولی۔

"مجھے نیند آرہی ہے۔" بول کر وہ چلی گئی۔

"اسے کیا ہوا ہے۔؟؟ اس کے جانے کہ بعد غزل چائے کا کپ لیکر صوفے پر بیٹھتے ہوئے

بولی۔

Sorry to say پر وہ تمہاری وجہ سے ہمارے درمیان نہیں بیٹھتی۔"

"میری وجہ سے کیوں؟؟ غزل نے حیرت سے پوچھا۔

"میں نے ایک مرتبہ اس سے کہا کہ غزل کو تمہارے فضول سوال اچھے نہیں لگتے تب سے وہ ایسی ہو گئی ہے۔ اس نے مجھ سے پوچھا تھا کہ غزل ایسی کیوں ہو گئی ہے۔ پہلے مجھ سے اپنے دل کی ہر بات کہتی تھی۔ اب وہ مجھ سے ٹھیک سے بات تک نہیں کرتی۔ میں نے اسے منع کیا تھا کہ تم اس سے بات مت کرو۔"

"منع کیوں کیا؟؟؟"

"وہ جب بھی تم سے بات کرتی ہے تو بے دھیانی میں اٹے سیدھے سوال کر لیتی ہے۔ اسی لیے میں نے اسے تم سے بات کرنے سے منع کر دیا۔ نہ وہ بات کرے گی نہ فضول سوال کر کے تمہارا پارہ ہائی کرے گی۔" ظہیر گہری سانس لے کر بولا۔

"تم میری وجہ سے کر رہے ہونا؟؟؟"

اس کی غلطی نہیں ہے۔ شاید میں زیادہ برارویہ اختیار کر لیا اس کے ساتھ، ورنہ میں تو اسے بھی اپنے دل کی ہر بات بتاتی تھی۔ مجھے یہ کیا ہو گیا ہے۔ انسان اپنی تکلیف میں اگلے انسان کو اپنے

تلاش از قلم لائبہ حبیب

الفاظوں اور رویوں سے مارتا ہے۔ میں نے بھی اتنا عرصہ یہی کیا اور وہ خاموشی سے میری بد تمیزی برداشت کرتی رہی میں بہت بری بن گئی ہوں۔ "وہ بے بسی سے بولی۔ آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو تیرنے لگ گئے۔

"میں ان سب چیزوں سے کیسے نکلوں؟؟"

"اس کا راستہ تمہیں خود ڈھونڈنا ہوگا۔ تم خود کو خود تلاش کرو۔" ظہیر کہہ کر اٹھ کر کمرے میں چلا گیا۔ وہ وہی بیٹھی رہ گئی۔

"میں نے اپنے آپ کو کھو دیا ہے۔ مجھے اپنے آپ کو تلاش کرنا ہوگا۔"

اسے معلوم نہیں ہو پایا کہ وہ اپنے آپ کو تلاش کر رہی ہے۔ اور بہت جلد وہ پرانی غزل اصغر بن جائے گی۔



دوپہر کے گیارہ بج رہے ہیں۔ یہ منظر شبکی کہ فٹبال اسٹیڈیم کا ہے۔ ہر طرف شور ہی شور ہے۔ ایسے میں ہی غزل اصغر باکو کی شرٹ پہنے سیاہ بالوں کی چوٹی بنائے بیزاری سے بیٹھی میچ شروع ہونے کا انتظار کر رہی ہے۔ اس کے بائیں جانب ظہیر اور شبنم بیٹھے ہوئے ہیں۔ دائیں جانب عائشہ باجی اور ان کی دو بیٹیاں بیٹھی ہوئی ہیں۔ عائشہ باجی کی دو بیٹیاں اور ایک بیٹا ہے۔

"باجی آپ مجھے خواہ مخواہ لے کر آگئی میں بور ہو رہی ہوں۔" غزل بیزاری سے بولی۔

"میچ شروع ہونے دو تمہاری ساری بیزاری ختم ہو جائے گی۔"

دونوں شہر کی ٹیم میدان میں اتر آئی غزل نے دور سے میدان میں کھڑے این ایم کو دیکھا جس نے باکو کی شرٹ پہنی ہوئی ہے۔ سیاہ بال ماتھے پر بے ترتیبی سے بکھرے ہوئے ہیں۔ برجوش چہرہ لیئے وہ اپنی ٹیم سے باتیں کر رہا ہے۔ بلاشبہ وہ خوبصورت اور دلکش لگ رہا ہے۔ آدھے گھنٹے بعد میچ شروع ہوا۔ شروع میں تو غزل بیزاری سے میچ دیکھنے لگی۔ لیکن جب مقابلہ سخت ہوا شبکی کی ٹیم کہ جیتنے کہ آثار نظر آنے لگے تب اس نے دلچسپی لینا شروع کی۔

"تمہیں خوشی ہو رہی ہے نابا کو ہارنے والا ہے۔" عائشہ باجی اچانک میچ میں اس کی دلچسپی دیکھ کر خفگی سے بولی۔ "نہیں ایسی بات نہیں ہے۔" غزل گھبرا کر بولی

"ایسا ہی ہے تمہاری بد دعا لگ گئی۔ ورنہ اس اسٹیڈیم میں ہمیشہ شیبکی کی ٹیم چپ اور باکو کی ٹیم ناچتی رہتی آئی ہے۔" وہ ادا سی سے بولی۔ غزل انہیں دیکھ کر رہ گئی۔ تھوڑی دیر گزری باکو کی ٹیم کے جیتنے کے کوئی آثار نظر نہیں آنے لگے۔ تب غزل نے چہرہ موڑ کر عائشہ باجی کو دیکھا جن کی آنکھوں میں نمی واضح طور پر نظر آرہی ہے۔

غزل نے چہرہ اوپر اٹھا کر دعا کی کہ اللہ باکو کی ٹیم جیت جائے۔ ورنہ عائشہ باجی اس سے ناراض ہو جائے گی۔ تھوڑی دیر گزری شیبکی کی ٹیم جیت گئی۔ غزل نے اپنا سر پکڑ لیا۔ عائشہ باجی نے شکوہ کناں نگاہوں سے غزل کو دیکھا۔ غزل نے نفی میں سر ہلایا مطلب اس نے کچھ نہیں کیا۔ تھوڑی دیر وہ شیبکی کہ مشہور ریٹورینٹ گاگرن شیبکی ریٹورینٹ میں بیٹھے ہوئے ہیں۔

"باجی اب باکو کی قسمت میں ہار لکھی تھی تو میں کیا کروں۔" ایک ٹیبل پر وہ عائشہ باجی ظہیر اور شبنم بیٹھے ہوئے ہیں۔ دوسری ٹیبل پر عائشہ باجی کی سیٹیاں اپنی سہیلیوں کے ساتھ بیٹھی ہوئی ہیں۔

"تم نے بددعا دی تھی۔" عائشہ باجی خفگی سے بولی۔

"غزل تمہیں بددعا نہیں دینی چاہیے تھی۔" ظہیر بولا۔

"غصے میں میرے منہ سے نکل گیا تھا۔ مجھے کیا پتہ تھا کہ بددعا قبول ہو جائے گی۔" غزل بیچارگی سے بولی۔

www.novelsclubb.com

"ظہیر تمہیں کسی چیز کی ضرورت تو نہیں ہے۔" ان کی ٹیبل کے قریب سے گزرتے ہوئے کیم نے رک کر پوچھا۔

"ارے نہیں ہم یہاں باکو کے ہارنے کا غم منارہے ہیں۔"

"ہاں وہ تو پورا باکو منارہا ہے۔ خیر میں ویٹر کو بھیجتا ہوں اوڈر کرو جو کھانا ہے۔" کیم بول کر وہاں سے چلا گیا۔

"فلحال مجھ سے کوئی بات مت کرو۔" عائشہ باجی غزل کو منہ کھولتے دیکھ کر غصے سے بولی۔
غزل بیچارگی سے سر جھکا کر رہ گئی۔

یہاں سے تھوڑا دور دوسری ٹیبل پر این ایم اور کیم بیٹھے ہوئے ہیں۔

"تمہیں اس سے معافی مانگنی چاہیے۔"

"کس سے؟؟" این ایم نے چونک کر پوچھا۔

"ظہیر کی کزن سے اور کس سے۔" www.novelsclubb.com

"تم پھر سے وہی بات لیکر بیٹھ گئے ہو۔ تمہیں اندازہ بھی ہے کہ ہماری ٹیم ہار گئی ہے۔ زندگی میں پہلی مرتبہ باکو بار گیا ہے۔ اور تمہیں اس لڑکی کی فکر ہے کہ میں اس سے معافی مانگو۔ مجھے تو اس کا نام بھی یاد نہیں ہے۔ پتہ نہیں کون تھی۔" وہ غصے سے پھولی ہوئی سانسوں سے بولا۔

"غصہ مت کرو میں اسی لیے کہہ رہا ہوں کیونکہ تمہیں اس کی بددعا لگی ہے۔"

"تمہیں کیسے معلوم کہ مجھے اس کی بددعا لگی ہے۔؟؟"

"میں ابھی اس لڑکی کی بات سن کر آیا ہوں۔ عائشہ باجی اسے ڈانٹ رہی تھی کہ تمہاری بددعا کی وجہ سے باکو بار گیا۔"

"ہو گئی تمہاری بکو اس اب اور کچھ مت کہنا میں تمہاری فضول باتیں سننے کہ موڈ میں نہیں ہوں اب کچھ مت کہنا۔" وہ انگلیوں سے پیشانی مسلتے ہوئے غصے سے چڑ کر بولا۔
کیم نے اور کچھ نہیں کہا خاموشی سے کھانا کھانے لگ گیا۔

"ویسے وہ لڑکی کہاں بیٹھی ہوئی ہے۔؟؟ تھوڑی دیر بعد این ایم نے پوچھا۔

کیم پہلے حیران ہوا پھر دور کونے میں رکھی میز کی طرف اشارہ کیا۔ این ایم نے چہرہ موڑ کر غصے سے میز کی طرف دیکھا۔ وہاں بیٹھی سیاہ آنکھوں والی لڑکی نے اپنے سامنے بیٹھی عورت کی بات غور سنی پھر قہقاگا کر ہنس پڑی پھر چہرہ جھکا کر ہنسی۔

این ایم کئی لمحے اس کہ ہنستے ہوئے چہرے کو دیکھے گیا۔ دل تیز سے دھڑکنے لگا۔ غصہ کہاں گیا اسے معلوم نہیں ہو پایا۔ وہ منظر خوبصورت ہے یا پھر اسے لگا۔ اس نے جلدی سے چہرہ موڑ لیا۔

کیم نے اس کی یہ حرکت غور سے دیکھی۔

☆☆☆☆☆☆

"وہ تم سے ملنے آئی تھی۔ کیوں؟؟" یہ منظر ایک لاؤنچ کا ہے۔ شازمہ مصطفیٰ اور اس کہ سامنے بیٹھا فرحان اختر۔

"وہ تمہارے کسی کام سے آئی تھی۔ تم نے اسے کوئی فائل لانے کا کہا تھا۔"

"فائل؟؟؟" فرحان نے چونک کر پوچھا۔

ہاں فائل۔ "شازمہ صوفے سے اٹھی وہاں ایک طرف رکھی الماری کہ دراز کو کھولا اس میں سے ایک سیاہ فائل نکالی واپس صوفے پر بیٹھتے ہوئے اس کی طرف بڑھائی۔

"یہ لو تمہارے اس میں ضروری کاغذات تھے نا۔ اسی لیے تو اسے زلیل کیا تھا تم نے۔" سخت آواز میں کہا گیا۔

فرحان نے نا سمجھی سے سیاہ فائل کو کھولا اندر سے تصاویر نکالی۔ پھر نظریں اٹھا کر شازمہ کو دیکھا جو اسے کاٹ کھانے والی نظروں سے دیکھ رہی ہے۔

"تمہیں اتنا برا کیوں لگ رہا ہے۔؟؟ وہ سنبھل کر بولا۔

شازمہ نے کچھ کہنے کیلئے منہ کھولا ہی کہ لاؤنچ میں مصطفیٰ صاحب آتے دیکھائی دیئے وہ خاموش ہو گئی۔

"تم نے اس لڑکی سے پوچھا کہ آخر اس نے تمہارے ساتھ ایسا کیوں کیا۔" وہ فرحان کہ دائیں جانب والے صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولے۔

"ابو فرحان اختر نے اسے پولیس اسٹیشن بھیجا تھا یہ لانے کیلئے۔" شازمہ فرحان کہ ہاتھ سے سیاہ فائل اور ہاتھوں میں پکڑی تصویر لیتے ہوئے سخت لہجے میں بولی۔

کیا مطلب؟؟ مصطفیٰ صاحب نا سمجھی سے فائل لیتے ہوئے بولے۔

شازمہ نے تیکھی نظروں سے پہلے فرحان کو دیکھا پھر ساری بات بنا کچھ چھپائے انہیں بتادی۔
وہ کچھ دیر فرحان کو حیرت سے دیکھتے رہے۔ پھر خاموشی سے اٹھ کر لاؤنچ سے چلے گئے۔
فرحان کا سر خود بخود جھک گیا۔

"فرحان میں تمہیں صرف یہ بتانا چاہوں گی کہ اگر تم نے غزل اصغر کو کمزور سمجھا۔۔۔۔۔"

"وہ کمزور ہے۔ مجھے اسے کمزور سمجھنے کی ضرورت نہیں ہے۔" وہ اس کی بات کاٹتے ہوئے
بولے۔

"تمہاری بھول ہے۔ کہ وہ کمزور ہے۔ اگر وہ کمزور ہوتی ناتو تمہارے کام کیلئے تمہیں ہی استعمال
نہ کرتی۔ آنکھیں کھولو فرحان اختر اور دیکھو اس نے تمہیں استعمال کیا ہے۔ آگے بھی وہی
کرے گی۔ اور تمہیں لگتا ہے کہ تم نے اس سے اپنا کام کروایا ہے۔ اس نے تمہارا ہی کام تمہیں
استعمال کر کے کیا ہے۔" فرحان نے حیرت سے اسے دیکھا جیسے اس کی بات اسے ہضم نہ ہوئی
ہو۔

"یقین نہیں آرہانا؟؟ شازمہ مسکراہٹ دبا کر بولی۔

"چائے ملے گی مجھے؟؟" وہ چہرہ جھکائے ہوئے بولا۔

"اب تم یہ سوچو کہ اس نے تمہیں کیسے استعمال کیا۔"

"چائے ملے گی مجھے؟؟" وہ سن ہوتے دماغ کہ ساتھ بولا۔ شازمہ اٹھ کر لاؤنچ سے باہر نکل

گئی۔ وہ وہی بیٹھا رہ گیا۔ وہ اس بات کو ہضم نہیں کر پارہا کہ غزل اصغر جیسی بے وقوف لڑکی نے اسے کیسے استعمال کیا۔ اور اس نے کرنے کیسے دیا۔

☆☆☆☆☆

اگست کے مہینے نے دنیا میں پھر قدم رکھا کراچی کی گرمی ختم تو نہیں ہوئی مگر اس کی شدت میں کمی آگئی۔ شام کے پانچ بج رہے ہیں۔ آج اتوار کا دن ہے۔ معمول کے مطابق وہ سب باہر چارپائیوں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ معمول سے ہٹ کر آج وہاں اصغر صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہے۔ عباس اپنی مخصوص جگہ پر بیٹھنا ناول پڑھ رہا ہے۔ رباب اور رباب اپنا ہوم ورک کرنے میں

مصروف دیکھائی دے رہی ہیں۔ دادی قرآن پاک کی تلاوت اور زرین بیگم باورچی خانے میں چائے کی تیاری کر رہی ہے۔ اور اصغر صاحب ان سب کے چہرے دیکھ رہے ہیں۔

"عباس تمہاری پڑھائی کیسی جارہی ہے۔؟؟" آخر کار انہوں نے خاموشی کو توڑا۔

"جی ابو بلکل ٹھیک جارہی ہے۔" عباس کتاب بند کر کے گود میں رکھتے ہوئے بولا۔

"اور تم دونوں کی؟؟ اب سوال رباب والوں سے ہے۔"

رباب نے پہلے ارباب کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہی ہے۔ پھر بولی ٹھیک، مختصر جواب۔

"اماں آپ کیسی ہے۔" اب سوال اپنے سامنے بیٹھی ہوئی بزرگ ماں سے کیا گیا۔

"ٹھیک بیٹا۔" قرآن پاک بند کرتے ہوئے وہ بولیں۔

"زرین تمہیں کسی چیز کی ضرورت تو نہیں ہے۔؟؟ اب سوال باورچی خانے سے چائے کی

ٹرے ہاتھوں میں پکڑے نکلتی ہوئی زرین سے کیا گیا۔

زرین بیگم پہلی چونکی پھر مدہم آواز میں بولی نہیں۔

پھر لمبی خاموشی ان سب کہ درمیان چھائی رہی اتنی دیر تک کہ دادی اپنے کمرے میں چلی گئی۔
زرین بیگم باورچی خانے میں، رباب اور رباب بھی کاپیاں سمیٹ کر کمرے میں چلی گئیں۔
پچھے اگر دیکھو تو وہاں صرف عباس اور اصغر صاحب بچ گئے۔

"تم سب مجھ سے ناراض ہو کیا؟؟ عباس کو اٹھتے دیکھ کر انہوں نے دکھ سے پوچھا۔

عباس جو خاموشی سے اوپر جانے کا سوچ رہا تھا۔ رک گیا۔ تھوڑی دیر اپنے بوڑھے باپ کو دیکھا
پھر ہاتھ میں پکڑی ناول خالی کرسی پر رکھ دی ان کہ ساتھ آکر چارپائی پر بیٹھ گیا۔

"ایسا نہیں ہے ابا کوئی بھی آپ سے ناراض نہیں ہے۔" کچھ دیر کی خاموشی کہ بعد عباس بولا۔

"جھوٹ مت بولو عباس تم سب میرے اس دن والے رویے کی وجہ سے ناراض ہو۔"

"ایسا نہیں ہے ابا۔"

"ایسا ہی ہے ورنہ میں جب بھی تم سے پوچھتا ہوں کہ پڑھائی کیسی جا رہی ہے تو تم اپنی ناول کہ قصے سنانے لگ جاتے ہو۔ رباب والو سے پوچھتا ہوں تو ان کی ادھی باتیں ریاضی کی بارے میں ہوتیں ہیں۔ آدھا گھنٹہ بیٹھ کر وہ مجھے ریاضی پڑھنے کہ نقصانات بتاتی رہتی ہیں۔ تمہاری ماں سے پوچھوں کہ کسی چیز کی ضرورت تو نہیں ہے۔ تو اگر اسے ضرورت نہ بھی ہو تو آٹھ سو ضروریات بتادیتی ہے۔ اماں سے حال حوال پوچھو تو شفقت سے سر پر ہاتھ رکھ کر بولتی ہے کہ ٹھیک ہوں۔ مگر اب؟؟؟" انہوں نے اپنی بات ادھوری چھوڑ دی آواز میں کرب ہی کرب دکھ ہی دکھ ہے۔ عباس نے چہرہ موڑ کر ان کہ بوڑھے چہرے کو دیکھا جہاں زمانے بھر کی تھکاوٹ ان کہ چہرے پر نظر آرہی ہے۔ پھر ان کی بھوری آنکھوں میں دیکھا جہاں اسے نمی نظر آئی۔ عباس کو دکھ ہوا۔ مگر وہاں غزل کا ذکر کہی بھی نہیں تھا۔ انہوں نے غزل کے بارے میں بات کیوں نہیں کی؟؟ کیا وہ غزل کو بھول گئے۔؟؟ وہ جو وہاں غیر ملک میں بیٹھ کر روزان کہ بارے میں پوچھتی رہتی ہے۔ اس کا کیا؟؟؟ ان کی انا اتنی بڑی ہے۔؟؟

عباس نے چہرہ پھیر کر نیچے فرش پر دیکھنا شروع کر دیا۔

"ابا وہ سب آپ کہ اس دن والے رویے کی وجہ سے ہرٹ ہوئے ہیں۔ آپ سے ڈر گئے ہیں۔

فون آپ کو غزل نے کیا تھا غصہ آپ نے اپنی ماں بیوی اور دوسری اولاد پر نکالا۔ اس میں امی دادی میرا باب اور ارباب کا کیا تصور تھا۔؟؟ بلکہ اس میں غزل کا تصور بھی نہیں تھا۔ وہ بیٹی ہے

آپ کی آپ باپ ہے اس کہ آپ کی یاد آئے گی تو وہ آپ کو فون۔۔۔۔۔"

"اگر میری بیٹی ہوتی تو میری بات مانتی یوں میری نافرمانی نہ کرتی میں اس کی حمایت سننے کہ موڈ میں نہیں ہوں۔" عباس کی طرف کاٹ کر وہ غصے سے بولے۔

عباس چار پائی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

www.novelsclubb.com

"ابا میں صرف آپ کو ایک بات کہنا چاہتا ہوں کہ آپ اپنی ایک اولاد کی غلطی سزا دوسری اولاد

کو نہ دے۔ آپ کی بات میں دادی اور امی سمجھ سکتے ہیں۔ مگر باب والے نہیں آپ ان کہ دل

میں غزل کیلئے نفرت پیدا کر رہے ہے۔ اگر آپ غزل سے ناراض ہے بھی تو وہ ناراضگی آپ

اپنے تک محدود رکھے اسے گھر اور گھر والوں تک نہ لائے۔ میں امی دادی اور باب کی گارنٹی

دے سکتا ہوں کہ وہ آپ سے ناراض نہیں ہیں۔ بس خفا ہیں۔ مگر ارباب کی گارنٹی نہیں دے سکتا اسے تو موقع چاہئے ہوتا ہے۔ کسی سے ناراض ہونے کا وہ آپ سے ناراض ہوگی۔ یقیناً ناراض ہوگی اور آپ کو مننا پڑے گا۔" عباس بول کر اوپر چلا گیا۔

☆☆☆☆☆☆

"باہجی آپ نے تو مجھے معاف کر دیا تھا نا اب بات کیوں نہیں کر رہی۔" یہ کوئی تیسری بار غزل نے سوال کیا۔

"میں نے تمہیں معاف کر دیا مگر میں نے کہا تھا کہ سزا بھی ملے گی۔"

"اچھا تو سزا دے نا۔" www.novelsclubb.com

باہجی سر آگئے ہے۔" عائشہ باہجی کہ کچھ بولنے سے پہلے ہی ویٹر نے آکر انہیں این ایم کہ آنے کی خبر سنائی۔ غزل کہ چہرے پر زمانے بھر کی بیزاری چھا گئی۔

"سزا دوں؟؟ عائشہ باہجی اس کی طرف دیکھتے ہوئے چمکتی ہوئی آنکھوں سے بولی۔ غزل نے سر

ہلا دیا۔

"یہ لو جاؤ اور کھانا سر کو دیکر آؤ۔ وہ تم سے کچھ باتیں بھی کرنا چاہتے ہیں۔" عائشہ باجی مسکرا کر بولی پر سکون مسکراہٹ۔

"باجی یہ نا انصافی ہے۔" غزل حیرت اور غصے سے بولی۔

"تمہیں سزا چاہئے تھی نا یہ سزا ہے اور اب جاؤ۔ عائشہ باجی نے ہاتھ سے پکڑ کر اسے باورچی خانے سے باہر نکالا۔

ناچاہتے ہوئے بھی غزل کھانا لیکر اس انسان کہ پاس چلی آئی جس سے اسے نا جانے کیوں چڑ ہے۔

www.novelsclubb.com

تیسری منزل پر پہنچ کر غزل نے نظریں ادھر ادھر گھمائیں وہ اسے اپنی مخصوص جگہ پر بیٹھا ہوا نظر آیا۔ ویسے ہی کھڑکی کی طرف منہ کیئے باہر دیکھنے میں مصروف غزل نے ٹیبل پر کھانا لگانا شروع کیا۔

"سر آپ کو مجھ سے بات کرنی ہے۔؟؟ تھوڑی دیر بعد وہ ضبط کرتے ہوئے بولی۔

این ایم نے میکانکی انداز میں چہرہ موڑ کر اپنے سامنے کھڑی لڑکی کو دیکھا۔ پھر اسی انداز میں ٹیبل پر لگائے گئے کھانے کو دیکھا۔

"مجھے تو کوئی بات نہیں کرنی۔" این ایم حیران ہوا

"سر عائشہ باجی نے کہا ہے۔ یہ وہ لڑکی ہے۔ جو انہیں اس ریستورینٹ میں تبدیلیوں کے بارے میں بتائے گی۔" پیچھے سے کسی ویٹر کی آواز آئی۔ غزل بس ضبط کر کے رہ گئی۔

"اچھا ٹھیک ہے تم یہاں بیٹھو میں کھانا کھالوں پھر تم سے بات کرتا ہوں۔" اس نے کرسی کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ غزل صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے یہ بات سوچ کر وہ کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔

"عائشہ باجی بتا رہی تھی کہ آپ چاہتی ہے کہ اس ریستورینٹ میں تبدیلیوں کی ضرورت ہے۔" کھانے سے فارغ ہو کر این ایم نے بات کا آغاز کیا۔ غزل نے صرف سر ہلادیا۔

"مثلاً کیا؟؟؟ این ایم نے اسے دیکھا جو ادھر ادھر نظریں دوڑانے میں مصروف ہے۔

"آپ نے یہ ریسٹورینٹ کب بنوایا تھا۔؟؟ غزل ادھر ادھر نظریں گھماتیں ہوئے بولی۔

"تین سال ہو گئے ہیں۔"

"تین سالوں میں آپ کو نہیں لگا کہ اس میں تبدیلی کی ضرورت ہے۔؟؟ غزل اب اس کہ پیچھے بیٹھے لوگوں کو دیکھنے لگ گئی۔

"نہیں مجھے اب بھی نہیں لگتا کہ اس میں تبدیلی کی کوئی ضرورت ہے۔"

"اچھا ٹھیک ہے۔ پھر میں چلتی ہوں۔" وہ اٹھتے ہوئے بولی۔

"مجھے نہیں لگتا آپ کو تو لگتا ہے نا کہ اب ریسٹورینٹ میں تبدیلیوں کی ضرورت ہے۔" اسے

اٹھتے دیکھ کر این ایم جلدی بولا۔
www.novelsclubb.com

"آپ مجھے بتائے کیا تبدیلیاں کروانی ہے۔"

غزل صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے۔ وہ بڑبڑاتے ہوئے دوبارہ بیٹھ گئی۔

پہلے ہم اس دن والے قصے پر بات کرتے ہیں۔ وہ نرمی سے بولا۔

کونسا؟؟ وہ حیران ہوئی۔ حتیٰ کہ اسے معلوم ہے۔

"میں نے اس دن آپ سے بد تمیزی کی تھی۔ اس کیلئے معذرت خواہ ہوں۔" وہ ہلکا سا مسکرایا۔
گالوں پر ہلکے سے گڑھے بنے۔

یہ نمونہ معافی بھی مانگتا ہے۔ بڑبڑا کر کہا گیا۔

"اگر آپ مجھے گالیاں دینا چاہتی ہے تو تیز آواز میں دے سکتی ہے۔ کیونکہ مجھے آپ کی زبان سمجھ
نہیں آئے گی۔" وہ پھر مسکرایا۔

www.novelsclubb.com پھر گالوں پر گڑھے بنے۔

غزل حیران ہوئی۔ پہلے آپ جناب پھر معافی مانگی اب کھلے عام گالیاں کھانے کیلئے بھی تیار ہے۔

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں آپ کام کی بات کرے میری بھی غلطی ہے۔ مجھے ہر جگہ اسلام کا

جھنڈا لہرانا نہیں چاہیے۔" وہ سنجیدگی سے بولی۔ جیسے بات ختم کر دی ہو۔

"میں ایک سوال پوچھوں آپ سے۔؟؟ غزل نے سارے اختلافات ایک طرف رکھ کر نرمی سے سوال کیا۔ سامنے بیٹھے لڑکے نے سر بلا دیا۔

"آپ نے ریستورینٹ کو ان دورنگوں سے کیوں رنگ دیا ہے۔؟؟ کیا یہ دونوں رنگ آپ کہ پسندیدہ ہیں۔؟؟" غزل نے ٹشو کہ ڈبے سے ایک ٹشو نکالا زرد رنگ کا۔ پھر دوسرا نکالا نارنجی رنگ کا۔ دونوں کو ایک دوسرے کہ ساتھ ملانے لگی۔

"نہیں مجھے یہ دونوں رنگ بالکل بھی نہیں پسند اگر آسان لفظوں میں کہوں تو مجھے یہ دونوں رنگ دنیا کہ فضول ترین رنگ لگتے ہیں۔" وہ کندھے اچکا کر بولا۔

"پھر آپ نے پورے ریستورینٹ کو کیوں کیئے ہیں یہ دونوں رنگ؟؟" غزل نے حیران ہو کر پوچھا۔ ساتھ زرد اور نارنجی رنگے ٹشو کو آپس میں ملانے کی کوشش جا رہی ہے۔ شاید وہ کچھ بنانا چاہتی ہے۔

"کیوں کہ مجھے لگتا ہے آپ تب زیادہ کامیاب ہوتے ہیں جب آپ اپنی ناپسندیدہ چیزوں کو استعمال کرتے ہیں۔ یہ ایک لوجک ہے۔ جو میرے علاوہ کسی کو بھی سمجھ نہیں آتی۔" این ایم نے سامنے بیٹھی لڑکی کو دیکھا جو اسے حیرت سے دیکھ رہی ہے۔

"مجھے آپ کی باتوں سے اندازہ ہو گیا ہے کہ آپ اس ریستورینٹ کے رنگ تو تبدیل نہیں کرے گے۔ مگر میں ایک اور تبدیلی چاہتی ہوں۔" غزل نے سر ہلکا سا جھکا لیا مکمل طور پر زرد اور نارنجی رنگ کہ ٹشو پیپر کی طرف متوجہ ہو گئی۔

"کیا؟؟؟ این ایم نے اس کہ دونوں ہاتھوں میں پکڑے ٹشو پیپر ز کو غور سے دیکھ کر پوچھا۔

"کھانا آپ کو اپنے ریستورینٹ میں آزر باعجانی کھانوں کہ علاوہ دوسرے ممالک کہ کھانے بھی ایڈ کرنے چاہئیں۔ تاکہ لوگوں کو یہاں آنے کا شوق زیادہ ہو۔"

"اچھا ٹھیک ہے۔ اچھا مشورہ دیا ہے۔ پھر میں سب سے پہلے اپنے ملک کے کھانے ایڈ کروں

گا۔"

"کیا مطلب آزر بائجانی کھانے تو یہاں پر روز ہی پکتے ہیں۔" غزل نے چہرہ اوپر اٹھا کر حیرت سے پوچھا۔

"میں پاکستانی ہوں۔ میرے والد کا تعلق پاکستان سے اور والدہ کا تعلق آزر بائجانی سے ہے۔ اس لحاظ سے میں آدھا پاکستانی اور آدھا آزر بائجانی ہوا۔ بلکہ یہ کہنا بہتر ہے کہ سارے کا سارا پاکستانی کیونکہ ذات تو باپ پر جاتی ہے نا۔"

"سچ میں۔۔" غزل کی ساری توجہ ٹشو پیپر سے ہٹ کر این ایم کی طرف ہو گئی۔

"سچ میں۔" وہ پھر مسکرایا۔ پھر سے گالوں پر گڑھے بنے۔

"پھر آپ کو اردو کیوں نہیں آتی۔" غزل پر جوش چہرہ لیئے بولی۔

"وہ اسی لیئے کہ میں بچپن سے لیکر اب تک یہاں رہا ہوں۔"

"اچھا سہی اب میں جاؤں؟؟ غزل کہ چہرے کا سارا جوش غائب ہو گیا۔ یہ سن کر کہ ایک پاکستانی کو اردو نہیں آتی۔"

"بس یہی تبدیلیاں ہونی چاہیے؟؟؟ این ایم نے پوچھا۔

"دوسری تبدیلیاں ہونی تو چاہئے مگر مجھے اب چلنا چاہئے۔ میں پھر کبھی آپ کو بتاؤں گی۔ عائشہ باجی میرا انتظار کر رہی ہوگی۔ میں نے اگر مزید دیر کر دی تو وہ غصہ ہوگی۔" وہ کرسی کھینچ کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"آپ ابھی بتادے۔" وہ جلدی سے بولا۔

"ابھی تو مجھے کچھ زیادہ یاد نہیں بہت زیادہ تھیں۔ میں آپ کہ ریسٹورینٹ پر ریسرچ کروں گی۔ پھر بتاؤں گی۔"

www.novelsclubb.com

"جتنی یاد ہے اتنی بتادو۔ اور عائشہ باجی کچھ نہیں کہے گی۔" پتہ نہیں کیوں وہ اسے تھوڑی دیر اور روکنا چاہتا ہے۔

"سر باہر کیم سر آپ کو بلارہے ہے۔" ایک ویٹرنے آکر اسے بتایا۔

"ٹھیک ہے میں آتا ہوں۔" وہ کرسی دھکیل کر اٹھ کھڑا ہوا۔ غزل کی طرف دیکھا۔ "ٹھیک ہے میں پھر کبھی آیا تو آپ سے بات کروں گا۔ اور مہربانی کر کے آپ مجھے بددعائیں مت دیا کرے۔ اگر میری کوئی بات بری لگے تو مجھے کہہ دیا کرے۔" مسکراہٹ دبا کر کہا گیا۔ غزل نے سرخ ہوتے چہرے کے ساتھ سر ہلادیا۔ نمونہ کہی کا۔ ساتھ بڑبڑایا بھی گیا۔

"ٹھیک ہے آپ جائیں۔" این ایم مڑا اور اپنے پیچھے رکھی کرسی سے کوٹ اٹھاتے ہوئے بولا۔ غزل اسی سرخ چہرے کے ساتھ جلدی جلدی قدم اٹھاتی وہاں سے چلی گئی۔ کہی وہ پھر سے روک نہ لے۔

وہ پلٹا تو سامنے والی جگہ خالی پائی۔ پھر اس کی نظر ٹیبل پر پڑے زرد اور نارنجی رنگ کے ٹشو پیپر سے بنے گلاب کے پھول پر پڑی۔ اس نے زندگی میں پہلی بار گلاب کا پھول زرد اور نارنجی رنگ میں دیکھا۔ وہ کہی لمحے خاموشی سے ٹیبل پر پڑے پھول کو دیکھتا رہا پھر آہستگی سے اسے اٹھا کر پینٹ کی جیب میں ڈال دیا۔

☆☆☆☆☆☆

صبح کے ساڑھے آٹھ بجے وہ اسی کیفے میں بیٹھی ہوئی ہے۔ جس میں فرحان اختر نے اسے پہلی بار بلایا تھا۔ آج پھر اس کو بلایا گیا ہے۔ آدھا گھنٹہ گزر گیا مگر فرحان اختر کہ آنے کہ کوئی امکانات نظر نہیں آرہے۔ غصے سے اس کا چہرہ لال ہو گیا۔ وہاں بیٹھے لوگ اسے عجیب نظروں سے دیکھ رہے ہیں۔ کیوں کہ فرحان اختر والے واقعے کو ابھی صرف دو ہفتے ہی ہوئے ہیں۔ لوگ اتنی جلدی یہ بات تو نہیں بھولیں گے۔ غزل کو وہاں بیٹھے یہ اندازہ تو ہو گیا۔ تھوڑی دیر اور گزری آخر کار فرحان اختر کو اس نے کرسی کھینچ کر بیٹھتے ہوئے دیکھ لیا۔

"تم نے مجھے ایک مہینے کی چھٹی دی تھی اب دوبارہ کیوں بلایا ہے۔؟؟" اس کہ بیٹھتے ہی غزل غصے سے پھٹ پڑی۔

www.novelsclubb.com

"تم نے فائل لانے کیلئے مجھے جیل میں ڈلوا یا تھا۔" سنجیدگی سے پوچھا گیا۔

"ہاں۔" کچھ دیر کی خاموشی کہ بعد مختصر جواب دیا گیا۔

"کیوں کیا تم نے ایسا۔ میں ان دو ہفتوں میں صرف یہی سوچتا رہا کہ تم نے یہ سب غصے میں کیا

ہے۔ کیوں کیا آخر تم نے ایسا تمہیں معلوم بھی ہے کہ تمہاری وجہ سے میری ریپوٹیشن کتنی

خراب ہو گئی ہے۔ لوگ مجھے عجیب و غریب نظروں سے دیکھنے لگے ہیں۔ "اس کہ لہجے میں غصہ ہی غصہ ہے۔"

"یہ باتیں تمہیں ابھی یاد آئی ہیں۔ پہلے بھی تو پوچھ سکتے تھے۔ تم میں عقل نام کی کوئی چیز ہے بھی یا نہیں تمہیں یہ ابھی پتہ چلا کہ میں نے تمہیں تمہارے کام کیلئے استعمال کیا تھا۔" غصہ کہی دور جا کر سو گیا۔ اب غزل اصغر کہ چہرے پر مبہم مسکراہٹ ہے۔ پر سکون سا تاثر نہ اس کہ اندر کوئی ڈر ہے۔

"مجھے صرف وجہ بتاؤ کیوں کیا تم نے ایسا، یہ کام کسی اور طریقے سے بھی ہو سکتا تھا۔ پھر یہ کیوں۔" بے عزتی کہ احساس سے اس کا دماغ پھٹا جا رہا ہے۔ شرمندگی ہوئی یہ سوچ سوچ کر کہ وہ ایک لڑکی کہ ہاتھوں استعمال ہو چکا ہے۔ دماغ کی رگیں ابھر کر آگئی۔

"مثلاً کیا کرتی دیوار پھلانگ کر اس کمرے میں جاتی جہاں حد سے زیادہ سیکیورٹی تھی۔ یا پھر پولیس اسٹیشن میں جا کر کہتی کہ مجھے اس کمرے میں لیکر چلو جہاں فرحان اختر کی سیاہ رنگ کی

فائل ہے جس میں بہت ضروری تصاویر ہے۔ ہے نا؟؟؟" وہ لہجے میں طنز چہرے پر مبہم مسکراہٹ لیتے بولی۔

"یہ تمہارا مسئلہ تھا اس میں مجھے کیوں استعمال کیا تمہاری ہمت کیسے ہوئی۔" غصے کی وجہ سے زور سے مٹھیاں بند کر دی آواز زرا اونچی ہو گئی۔

"میری ہمت کو چیلنج مت کرو۔ وہ تو میں تمہیں دکھا چکی ہوں۔ اور آواز نیچی رکھ کر بات کرو کہی ایسا نا ہو کہ اگلی بار لڑکی سے تیز آواز میں بات کرنے کہ جرم میں جیل کی ہوا کھا کر آؤ۔" کیا رعب کیا سنجیدگی ہے اس کے لہجے میں فرحان اختر کو وہ غزل اصغر لگی ہی نہیں جس کو کمزور اور بے وقوف سمجھ کر اس نے پاکستان سے بلایا تھا۔ وہ کئی لمحے خاموشی حیرت اور غصے سے اسے دیکھتا رہا۔

شازمہ نے سہی کہا تھا کہ اس کی بہادری پر دھول جم گئی ہے۔ اور دھول کو صاف ہونے میں زیادہ وقت نہیں لگے گا۔ وہ خاموش رہا جیسے اس کہ پاس کہنے کو الفاظ ختم ہی ہو گئے ہو۔

"اور کوئی کام ہے یا پھر میں جاؤں۔" غزل بیزاری سے بولی۔

"جاؤ ایک مہینے بعد ملے گے۔ تمہیں تو میں ایک مہینے بعد بتاؤں گا۔" وہ اس سے بھی زیادہ
بیزاری سے بولا۔ ساتھ دھمکی بھی دی۔ جسکا تھوڑا سا اثر غزل اصغر پر ہوا۔

☆☆☆☆☆

جاری ہے۔



www.novelsclubb.com

تلاش از قلم لائب حبیب

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP: